ماہِ محرم سے متعلق نظریاتی اور عملی غلطیوں کی اصلاح کے لیے مطالعہ کیجیے!

ماہِ محرّم الحرام سے متعلق
چار سنگین غلط فہمیوں کی اصلاح

- کیا ماہِ محرم کی عظمت سیدنا حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہے؟؟
- کیا محرم غم کا مہینہ ہے؟
- کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا غم منانا حضور ﷺ کی سنت ہے؟؟
- نوحہ اور ماتم کرنے کا شرعی حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تمہیدی بات

ماہِ محرم الحرام سے متعلق قرآن وسنت کی تعلیمات سمجھنے کی ضرورت:

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اسی سے اسلامی سال کی ابتدا ہوتی ہے، شریعت کی نگاہ میں اس مہینے کو بھی بڑی فضیلت اور اہمیت حاصل ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑا المیہ اور افسوس ناک صورتحال یہ ہے کہ امت میں اس ماہِ محرم ومحترم سے متعلق نظریاتی اور عملی طور پر بہت سی بدعات ورسومات، غیر شرعی افعال اور بے بنیاد باتیں عام ہیں، طرح طرح کی منگھڑت چیزیں عام کی گئیں ہیں جو واضح طور پر قرآن وسنت کے خلاف ہیں، اس کا ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ اس ماہ محرم ومحترم کی حقیقت، فضیلت اور اہمیت سے متعلق صحیح اور معتبر دینی تعلیمات دُھندلا کر رہ گئی ہیں حتی کہ امت کا ایک بڑا طبقہ اس ماہِ محرم ومحترم سے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہے، اور دینی تعلیمات سے ناواقفیت ہی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے سادہ لوح مسلمان اس ماہ سے متعلق نظریاتی اور عملی طور پر شریعت کی خلاف ورزی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور انھیں نہیں معلوم کہ اس ماہ کے بارے میں صحیح نقطہ نظر کیا ہے!!

ذیل میں ماہِ محرم ومحترم سے متعلق چار بنیادی غلط فہمیوں کا مدلّل جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ مسلمان ان غلطیوں کی اصلاح کرسکے۔ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے، سننے، سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہِ محرم سے متعلق چار سنگین غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح

کیاماہِ محرّم کی عظمت سید نا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہے ؟؟

بہت سے لوگوں اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ ماہِ محرم یا دس محرم کو جو فضیلت حاصل ہے وہ سید نا حضرت حسین اور ان کے دیگر جانثار شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی شہادت کی وجہ سے ہے، واضح رہے کہ یہ بات متعدد وجوہات کی وجہ سے درست نہیں:

1۔ کسی مہینے کی فضیلت کے لیے شرعی ثبوت ضروری ہے:

کسی سال، مہینے یا دن کی فضیلت ثابت شدہ امور میں سے ہوا کرتے ہیں، یعنی یہ اپنی طرف سے بیان نہیں کی جاسکتی بلکہ اس کا قرآن وسنت اور شرعی دلائل سے ثبوت ضروری ہوا کرتا ہے، جبکہ قرآن وسنت سے یہ بات ثابت ہی نہیں کہ ماہِ محرم اور عاشورا کو فضیلت سید نا حضرت حسین اور ان کے دیگر جانثار احباب رضی اللہ عنہم کی شہادت کی وجہ سے ملی۔ من ادّعی فعلیه البرهان

2: حضور ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے محرّم کو باعثِ فضیلت قرار نہیں دیا:

حضور اقدس ﷺ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بخوبی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کی شہادت کی خبر دی تھی، لیکن اس کے باوجود بھی حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو محرم اور عاشورا کی فضیلت کی وجہ قرار نہیں دی۔

3: ماہِ محرم اور یومِ عاشورا کی فضیلت پہلے ہی سے طے شدہ ہے:

ماہِ محرم اُن چار مبارک مہینوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے کائنات بناتے وقت ہی سے حُرمت اور

عظمت عطا فرمائی ہے، چنانچہ سورتِ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا (تقاضا) ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت سے ایک تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی سال کے بارہ مہینے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمائے ہیں، جس سے اسلامی سال اور اس کے مہینوں کی قدر وقیمت، برتری اور اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوجاتی ہے کہ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حُرمت اور عظمت والے ہیں، ان چار مہینوں کو **اَشْھُرُ الْحُرُم** کہا جاتا ہے، ان کی تعیین صحیح بخاری کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ:

٣١٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا: أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ».

ترجمہ: حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ ’’زمانہ اب اپنی اسی ہیئت اور شکل میں واپس آگیا ہے جو اُس وقت تھی جب اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا--(اس ارشاد سے مشرکین کے ایک غلط نظریے اور طرزِ عمل کی تردید مقصود ہے جس کا ذکر سورتِ توبہ آیت 37 میں موجود ہے۔)--، سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حُرمت (، عظمت اور احترام) والے ہیں، تین تو مسلسل ہیں یعنی: ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ اور مُحرم، اور چوتھا مہینہ رجب کا ہے جو کہ جُمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔‘‘

یومِ عاشورا کی فضیلت:

جہاں تک دس محرم کی فضیلت کا تعلق ہے تو وہ بھی پہلے ہی سے طے شدہ ہے حتیٰ کہ یہود بھی اس دن کو عظمت اور احترام والا سمجھتے تھے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی، اور فرعون کو اپنی قوم سمیت غرق کردیا تھا۔ اور احادیث میں حضور ﷺ نے اس دن کی فضیلت بھی بیان فرمائی، اور اس دن روزہ رکھنا اجر کا باعث قرار دیا چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ:

2006: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ.

ترجمہ:

حضور ﷺ عاشورا کے دن کے روزے اور ماہِ رمضان کے روزوں کو دیگر ایام پر فضیلت دیتے تھے۔

اسی طرح صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ:

2803: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ -قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ- عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ .... «صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ».

ترجمہ:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "عاشورا کے دن روزہ رکھنے سے پچھلے ایک سال کے (صغیرہ) گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔"

اس تفصیل سے بخوبی معلوم ہوا کہ ماہِ محرم اور یومِ عاشورا کی فضیلت پہلے ہی سے طے ہے، جبکہ واقعہ کربلا تو بہت بعد میں سن 61 ہجری میں پیش آیا، اس لیے اس ماہِ محرم کی فضیلت میں حضرات شہدائے کربلا کی شہادت

کو کوئی دخل نہیں، اس لیے یہ کہنا ہر گز درست نہیں کہ ان کو فضیلت حضرت حسین اور ان کے دیگر جانثار احباب رضی اللہ عنہم کی شہادت کی وجہ سے ملی۔

4: ماہِ محرم کی فضیلت اور حضرت حسین کی شہادت سے متعلق مناسب موقف:

اس معاملے میں یوں کہنا مناسب اور درست ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لیے محرم کا مبارک مہینہ اور عاشورا کا مبارک دن اس لیے منتخب فرمایا کہ یہ مہینہ اور دن فضیلت والا تھا، یعنی اللہ نے اس مقدس مہینے اور مبارک دن کو اپنے مقبول بندے کی شہادت کے واسطے منتخب فرمایا، گویا کہ ماہِ محرم یا عاشورا کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہوئی بلکہ خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس دن شہید ہونے کی فضیلت حاصل ہوئی۔

(خطباتِ حکیم الامت، احسن الفتاویٰ، ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب)

کیا محرم غم کا مہینہ ہے؟

بہت سے لوگ سیدنا حضرت حسین اور ان کے دیگر جانثار احباب رضی اللہ عنہم کی شہادت کی وجہ سے ماہِ محرم کو غم کا مہینہ سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ اس مہینے میں شادی بیاہ بھی نہیں کرتے، مکان کی تعمیر بھی نہیں کرتے، خوشی کی کوئی بھی تقریب منعقد نہیں کرتے، جائز زیب وزینت اختیار نہیں کرتے، نئے کپڑے نہیں خریدتے اور نہ ہی پہنتے ہیں، عورتیں مہندی نہیں لگاتی، بعض لوگ غم کی وجہ سے اس مہینے میں سیاہ لباس پہنتے ہیں اور سوگ مناتے ہیں؛ واضح رہے کہ یہ تمام باتیں غیر شرعی ہیں۔ ماہِ محرم کو غم کا مہینہ قرار دینا اور اس کی بنا پر غم منانا شرعی اعتبار سے ہرگز درست نہیں، اس کی متعدد وجوہات ہیں:

1۔ المناک شہادت کی بنیاد پر محرم کے مہینے میں غم منانا بِلا دلیل ہے:

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے دیگر جانثار احباب رضی اللہ عنہم کی شہادت یقیناً ایک نہایت ہی المناک اور غمناک واقعہ تھا، لیکن ان کی شہادت کی وجہ سے ماہِ محرم کو غم کا مہینہ قرار دے کر غم منانا قرآن وسنت، شرعی دلائل اور جمہورِ امت سے ہرگز ثابت نہیں، اس لیے یہ بات بِلا دلیل ہے، یہ چیزیں کسی معتبر شرعی دلیل کے بغیر تسلیم نہیں کی جاسکتیں۔

2۔ حضور ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے محرّم کو غم کا مہینہ قرار نہیں دیا:

حضور اقدس ﷺ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بخوبی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کی شہادت کی خبر دی تھی، لیکن اس کے باوجود بھی حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے ماہِ محرم کو غم کا مہینہ قرار نہیں دیا، اور نہ ہی یہ بات کسی صحابی سے ثابت ہے۔

3۔ پھر تو سارا سال غم منانا چاہیے ! !

اگر بالفرض سیدنا حضرت حسین اور ان کے دیگر جاںنثار احباب رضی اللہ عنہم کی مظلومانہ شہادت کی وجہ سے کسی مہینے کو غم زدہ قرار دینا درست مان لیا جائے تو پھر اسلامی تاریخ ایسی ہی المناک سانحات سے بھری پڑی ہے کہ سال کے بارہ مہینوں میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام کی المناک شہادتیں ہوئی ہیں، جیسا کہ حضرت حمزہ، حضرت صہیب، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی دردناک شہادتیں امت کی تاریخ کا حصہ ہیں، تو پھر ان کی شہادتوں کی وجہ سے بھی سال بھر کو غم والا قرار دے دینا چاہیے، ظاہر ہے کہ اسے کون تسلیم کر سکتا ہے ! ! تو پھر کیا وجہ ہے کہ دیگر حضرات صحابہ کی المناک شہادتوں کی وجہ سے کسی مہینے کو غم والا مہینہ قرار نہیں دیا جارہا ! ! اور اس سے بڑھ کر سرکارِ دو عالم رحمتِ کائنات حضور ﷺ کے وصال کے واقعے کے مقابلے میں امت کے لیے کونسا سانحہ بڑا ہو سکتا ہے ؟ ! لیکن اس کی وجہ سے بھی ربیع الاول کو غم والا مہینہ قرار دے کر سوگ کے احکام جاری کرنا کہیں سے ثابت نہیں۔

3: اسلام میں سوگ کی حقیقت اور اس کی مدّت:

کسی شخص کی وفات پر اس کے عزیز واقارب کے لیے سوگ منانے کی اجازت احادیث سے ثابت ہے البتہ یہ سوگ تین دن تک ہونا چاہیے، تین دن کے بعد بھی سوگ منانا دین کا تقاضا نہیں، بلکہ شریعت کے خلاف ہے۔ البتہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کا سوگ چار ماہ دس دن تک ہے، لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کا سوگ بچے کی پیدائش تک ہے، ایسی عورت پر تو سوگ واجب ہے، اسی طرح بعض طلاق یافتہ عورتوں کے لیے بھی سوگ کا حکم ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

(صحیح البخاری حدیث: 5334، احکامِ میت، فتاویٰ رحیمیہ)

صحیح بخاری میں ہے:

٥٣٣٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هَذِهِ الأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ: قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ، خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

یہ حقیقت ہے اسلام میں سوگ کی اور یہی اس کی مدت ہے! اس سے اس غلط نظریے کی واضح تردید ہو جاتی ہے کہ حضرت حسین اور ان کے دیگر جانثار احباب رضی اللہ عنہم کی مظلومانہ شہادت کی وجہ سے ماہ محرم کو غم زدہ قرار دینا چاہیے اور اس میں سوگ منانا چاہیے۔ یاد رہے کہ اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں!

4۔ ماہِ محرم کا سوگ قرآن و سنت سے ثابت نہیں:

قرآن و سنت اور شرعی دلائل کی رو سے کسی عزیز کی فوتگی کے باعث سوگ کے احکام مقرر ہیں، سوگ کا حکم کس کے لیے ہے اور کس کے لیے نہیں؟ سوگ کی مدت کتنی ہے؟ سوگ میں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا؛ یہ سب احکام شریعت نے بتلا دیے ہیں، ان تمام احکام میں ماہِ محرم کا یہ سوگ کہیں مذکور نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت ہے۔

خلاصہ:

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے ماہِ محرم کو غم کا مہینہ قرار نہیں دیا جا سکتا تو اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے آجکل جو غم منانے کے طور پر مختلف کام کیے جاتے ہیں یا مختلف نظریات قائم کیے جاتے ہیں؛ یہ سراسر غیر شرعی اعمال و نظریات ہیں۔

دیگر غیر شرعی نظریات کی اجمالی تردید

ماہِ محرم سے متعلق ما قبل کی تفصیل سے اُن بہت سی بے بنیاد باتوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو کہ لوگوں میں رائج ہیں، جیسے:

- بعض لوگ ماہِ محرم خصوصاً عاشورا کے دن کاروبار کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں گوشت کھانے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں میاں بیوی کی ہمبستری کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں کاروبار شروع کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں گھر کی تعمیر کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں سفر کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں عمدہ یا نیا لباس پہننے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں جائز زیب زینت کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں خوش رہنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں خوشی کی کوئی تقریب منعقد کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض لوگ ماہِ محرم میں آنکھوں میں سرمہ یا بالوں میں تیل لگانے کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- بعض خواتین ماہِ محرم میں مہندی لگانے کو اچھا نہیں سمجھتیں۔

اس طرح کی بہت سی باتیں لوگوں میں رائج ہیں۔ حالاں کہ قرآن وسنت میں اس کی کوئی ممانعت یا کراہت قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔ اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے غم کا نظریہ رکھتے ہوئے، یا نحوست کا یا کوئی اور غیر شرعی نظریہ رکھتے ہوئے ان سے اجتناب کرنا غیر شرعی نظریہ ہے۔

کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا غم منانا حضور ﷺ کی سنت ہے؟؟

حضور ﷺ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے نہایت ہی محبت تھی، وہ حضور ﷺ کے انتہائی محبوب نواسے تھے، جب حضور ﷺ کو ان کی شہادت کا علم ہوا کہ ان کو مظلومانہ طور پر شہید کر دیا جائے گا تو حضور ﷺ بہت ہی افسردہ ہوئے حتی کہ حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی اس حدیث سے واضح ہے:

٣٨٥٢٢- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَافَرَ مَعَ عَلِي وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ حَتَّى حَاذَى نِينَوَى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّينَ فَنَادَى: صَبْرًا أَبَا عَبْدِ اللهِ، صَبْرًا أَبَا عَبْدِ اللهِ، فَقُلْتُ: مَاذَا أَبَا عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لِعَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ أَأَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: «قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا».

اس مضمون کی روایات کو لے کر بعض حضرات یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا غم منانا اور ان کے غم میں رونا حضور ﷺ کی سنت ہے، اسی طرح بعض لوگ یہ بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ماہِ محرم میں حضرت حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی مظلومانہ شہادت کو یاد کر کے آنسو بہانا، رونا، مرثیے اور نوحے پڑھنا اور سوگ منانا؛ یہ سب حضور ﷺ کی سنت ہے۔

واضح رہے کہ ان روایات سے یہ دعویٰ کسی طور ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی تائید ہوتی ہے، اس لیے یہ دعویٰ نہایت ہی بے بنیاد ہے، آیئے اس دعوے کا جائزہ لیتے ہیں:

پہلی بات:

اس مضمون کی احادیث میں حضور ﷺ کا حضرت حسین کی مظلومانہ شہادت پر افسردہ ہونے اور رونے کا ذکر ہے، ظاہر ہے کہ ان سے غایت محبت کا یہی تقاضا ہو سکتا ہے، اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کسی عزیز کی مظلومانہ شہادت پر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے طبعی تقاضے کی بنیاد پر غم زدہ ہونا، آنسو بہانا اور رونا جائز ہے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی یا کسی اور شخصیت پر ہونے والے ظلم کا تذکرہ آنے پر اگر کوئی شخص غمگیں ہو جائے یا اس کے آنسو بہہ نکلے اور وہ رو پڑے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، یہ طبعی تقاضا بھی ہے۔ لیکن اس سے:

- نہ تو غم منانا ثابت ہو سکتا ہے۔
- نہ غم منانے کا اہتمام ثابت ہو سکتا ہے۔
- نہ ہی غم منانے کی ترغیب ثابت ہو سکتی ہے۔
- نہ ماہِ محرم کو غم والا مہینہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔
- نہ ہی نوحے اور ماتم کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔
- نہ ہی حضرت سیدنا حسین کی شہادت پر رونے کو سنت قرار دیا جا سکتا ہے۔
- نہ ہی غم زدہ ہونے کو حضرت حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص کیا جا سکتا ہے۔
- نہ ہی دیگر غیر شرعی امور ثابت کیے جا سکتے ہیں۔

دوسری بات: حضور ﷺ کے رونے اور غم زدہ رہنے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے یومِ شہادت پر یا ماہِ محرم میں نوحہ کرنے، چیخنے چلانے، واویلا کرنے، جاہلیت جیسی باتیں کرنے، گریبان اور کپڑے پھاڑنے، سر منڈانے، چہرہ پیٹنے، چہرہ نوچنے اور ماتم کرنے، اپنے آپ کو زخمی کرنے، نوحے پر مشتمل مرثیے پڑھنے، ایسے پروگرام نشر کرنے، ان کاموں کے لیے جلسے منعقد کرنے جیسے تمام غیر شرعی کاموں کا ہرگز ثبوت

نہیں ہوتا کیوں کہ یہ احادیث کی رو سے ناجائز ہیں، جس کے دلائل آگے بیان کیے جائیں گے ان شاء اللہ۔

تیسری بات: ان جیسی احادیث سے غم زدہ ہو جانے کا تو ثبوت ملتا ہے، لیکن غم منانے کا ثبوت نہ تو ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی اور دلیل سے۔ یاد رہے کہ غم زدہ ہو جانے اور غم منانے، اسی طرح کسی موقع پر غمناک واقعہ کا تذکرہ کرنے اور باقاعدہ اہتمام سے غم منانے میں فرق واضح ہے۔ امت کی تاریخ میں جلیل القدر شخصیات کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی یا شخصیت پر ہونے والے ظلم کا تذکرہ آنے پر غم زدہ ہو جانے یا آنسو بہہ پڑنے کے واقعات تو مل سکتے ہیں لیکن غم منانے یا دیگر غیر شرعی کام کرنے کا کوئی معتبر ثبوت نہیں ملتا۔

چوتھی بات: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم ہونے پر حضور ﷺ کے رونے سے یہ بات ہر گز ثابت نہیں ہو سکتی کہ ”حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا غم منانا اور ان کے غم میں رونا حضور ﷺ کی سنت ہے۔“ اس کا تو معنیٰ یہ ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر پر رونا عبادت اور کارِ ثواب ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات دینی تعلیمات کے کس قدر خلاف ہے!! یہ بات اس لیے بھی درست نہیں کہ:

- آجکل ایک بنیادی غلطی یہ ہے کہ حضور ﷺ سے ثابت ہونے والی ہر بات کو سنت قرار دیا جا رہا ہے، اہلِ علم جانتے ہیں کہ یہ واضح اور سنگین غلطی اور علمی دنیا میں کس قدر کمزور بات ہے، کیوں کہ سنت ایک شرعی حکم اور اصطلاح ہے، اس کی اپنی ایک خاص تعریف ہے، کسی چیز کے سنت ہونے کے لیے کچھ اصول و شرائط ہیں، ہر حدیث سنت نہیں ہوا کرتی بلکہ حدیث اور سنت میں فرق ہے، حدیث سنت تب بنتی ہے جب اس میں سنت کی شرائط پائی جائیں۔ یہ تفصیل کا موقع نہیں البتہ بنیادی بات یہی ہے کہ ہر ثابت شدہ بات سنت نہیں ہوا کرتی۔ اس سے متعلق تفصیل کے لیے ”تحفۃ العلماء افاداتِ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ“ ملاحظہ فرمائیں۔ جب یہ بات واضح ہو گئی تو پھر یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے کہ ہم حدیث سے ثابت ہونی والی ہر بات کو سنت سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ ایک مشہور

و معروف واعظ نے بیان کے دوران کھڑے ہو کر پانی پیا تو پھر وضاحت کے طور پر یہ فرمایا کہ ''کھڑے ہو کر پانی پینا بھی میری نبی کی سنت ہے۔'' قارئین جانتے ہیں کہ یہ بات خود احادیث اور اکابر اہلِ علم کی تصریحات کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ اسی غلط فہمی پر مبنی ہے جو کہ ابھی بیان ہو چکی، اور خیر سے یہ بات بھی انھی کی فرمودہ ہے کہ ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے غم میں رونا حضور ﷺ کی سنت ہے۔'' غور کیا جائے تو ان باتوں کے پیچھے بنیادی غلطی یہی کارفرما ہے کہ حدیث سے ثابت ہونے والی ہر چیز کو سنت سمجھ لیا جاتا ہے۔

- حضرات صحابہ، ائمہ مجتہدین اور اکابر اہلِ علم میں سے کسی نے اس کو سنت اور عبادت قرار نہیں دیا، اور نہ ہی ماہِ محرم میں غم منانے کے لیے کوئی محفل سجائی، نہ ہی کوئی اہتمام کیا اور نہ ہی ترغیب دی۔ گویا کہ غم منانے اور رونے کو سنت قرار دینے کا موقف جمہور اہل السنۃ کے بھی خلاف ہے۔
- حضرات صحابہ، ائمہ مجتہدین اور اکابر اہلِ علم میں سے کسی نے بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے غم میں رونے کی تاکید یا ترغیب نہیں دی، اس لیے آج دی جانے والی یہ ترغیبات بھی جمہور اہل السنۃ کے خلاف ہیں۔
- حدیث کی تشریح وہی معتبر ہوتی ہے جو مستند ماہرینِ دین سے منقول ہو، جبکہ اس حدیث کی تشریح میں اہل السنۃ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم منانے اور ان کے غم میں رونے کو سنت قرار نہیں دیا، اس لیے یہ تشریح بے بنیاد ٹھہرے گی۔
- ان احادیث کی بنیاد پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم منانے یا رونے کو سنت قرار دینا در حقیقت احادیث سے اخذ کیے جانے والے خود ساختہ نتائج ہیں، حالاں کہ جمہور اہل السنۃ سے ہٹ کر احادیث سے من پسند یا خود ساختہ نتائج اخذ کرنا نہایت ہی سنگین غلطی ہے کیوں کہ پھر تو یہ دین بازیچہ اطفال بن جائے گا۔

- اگر حسین رضی اللہ عنہ کا غم منانا سنت ہوتا تو یہ غم خود حضور ﷺ نے کتنی بار منایا؟؟ کتنی بار اس کی ترغیب دی؟؟ حضور ﷺ کی سنت کے عاشق حضرات صحابہ کرام نے کتنی بار منایا؟؟ خصوصًا وہ صحابہ جو حضرت حسین کی شہادت کے بعد بھی تقریبا پچاس سال تک حیات رہے تو ان میں سے کتنے صحابہ نے غم منایا اور کتنے سال منایا؟؟ پھر ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور امت کے جلیل القدر اکابر نے کب منایا اور کب اس کو سنت قرار دیا؟؟ اور کب اس کی ترغیب وتاکید فرمائی؟؟
- اور اگر شہدا کا غم منانا اگر دین کا حصہ ہوتا تو حضور ﷺ دیگر شہدا صحابہ کی یاد میں بھی ہر سال مناتے اور اس کی ترغیب دیتے، اسی طرح حضرات صحابہ اور امت کے جلیل القدر اکابر بھی مناتے اور ترغیب دیتے۔

پانچویں بات: قرآن وسنت میں کسی عزیز کی فوتگی یا شہادت میں رونے یا غم زدہ رہنے کو عبادت قرار نہیں دیا گیا کیوں کہ یہ شریعت کا مزاج ہی نہیں۔ واضح رہے کہ حضرت حسین کی شہادت کی خبر پر حضور ﷺ کا رونا بھی طبعی تقاضے اور غایتِ محبت کی بنیاد پر تھا، نہ کہ عبادت یا کارِ ثواب ہونے کی بنیاد پر۔ اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم منانے کو سنت قرار دینا واضح طور پر بے بنیاد بات ہے۔

چھٹی بات: یہ بات خوب سمجھنی چاہیے جو کہ بہت ہی اہم ہے کہ شریعت کا مزاج غم بڑھانے، غم پیدا کرنے، غم کے اسباب مہیا کرنے یا غم منانے کا نہیں، بلکہ غم دور کرنے کا ہے، غم کے خاتمے اور غم مٹانے کا ہے، جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- کسی عزیز کی وفات پر اس کے عزیز واقارب کے لیے سوگ تین دن تک قرار دیا گیا ہے، تین دن کے بعد بھی سوگ منانا دین کا تقاضا نہیں، اس لیے تین دن کے بعد سوگ منانا شریعت کے خلاف ہے۔ جس کی تفصیل ماقبل میں بیان ہو چکی۔
- شریعت نے تعزیت کو مسنون قرار دیا ہے جو کہ غم دور کرنے اور صبر و تسلی کا بنیادی سبب ہے۔

- پھر تعزیت کے الفاظ سے متعلق شریعت کا مزاج یہ ہے کہ تعزیت در حقیقت تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، نہ کہ مزید غم بڑھانے کا، اس لیے اس موقع پر ایسے الفاظ کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے میت کے لواحقین کے غم میں اضافہ ہو، اس سے ان مَردوں اور خصوصًا خواتین کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جو میت کے گھر داخل ہوتے ہی رونا دھونا، چیخنا چِلّانا یا نَوحہ شروع کر دیتی ہیں، جس سے میت کے لواحقین کے غم میں مزید اضافہ ہوتا ہے، حالاں کہ ان کو تو چاہیے کہ وہ میت کے لواحقین کے لیے تسلی اور صبر کا ماحول فراہم کریں، نہ کہ غم بڑھانے کے اسباب مہیا کریں، بہر حال یہ طرزِ عمل ترک کرنا ضروری ہے۔(احکامِ میت، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب)
- پھر یہ بھی تعلیم دی ہے کہ تعزیت ایک ہی بار کرنی چاہیے، ایک سے زائد مرتبہ تعزیت کرنا مناسب نہیں، اس سے ان لوگوں کی غلطی سامنے آجاتی ہے جو بار بار تعزیت کے لیے جاتے ہیں جو لواحقین کے لیے غم میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔(ردالمحتار، در مختار، عالمگیریہ، احکامِ میت)
- ساتھ میں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ تعزیت تین دن تک کسی بھی دن کی جاسکتی ہے، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مناسب نہیں، البتہ اگر تعزیت کرنے والا سفر پر ہو یا میت کے لواحقین سفر پر ہوں یا کسی اور عذر کی وجہ سے تین دن کے اندر تعزیت کا موقع نہ ملے تو تین دن کے بعد بھی تعزیت کی جاسکتی ہے۔(ردالمحتار، احکامِ میت، فتاویٰ رحیمیہ)
- پھر تعزیت میں بھی اجتماع کرنا یا مجمع لگانا اچھا قرار نہیں دیا گیا بلکہ تعزیت کے لیے جاکر متعلقہ افراد سے تعزیت کرکے اگر ہو سکے تو لواحقین کے ساتھ کسی معاملے میں تعاون کیا جائے، ورنہ تو وہاں سے واپس آجائے اور اپنے کاموں میں مشغول ہوجائے۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے ہاں مجمع لگانے کو نوحہ سمجھتے تھے۔ اور نوحے کی مذمت اور ممانعت احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

٦٩٠٥: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ بَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ:

كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النِّيَاحَةِ.

اس تفصیل اور اہم نکات سے شریعت کا مزاج بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ شریعت کا مزاج غم بڑھانے، غم پیدا کرنے، غم کے اسباب مہیا کرنے یا غم منانے کا نہیں بلکہ غم دور کرنے کا ہے، غم کے خاتمے اور غم مٹانے کا ہے۔اس لیے غم منانے کو سنت قرار دینا بذاتِ خود شریعت کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

ساتویں بات: اپنے کسی عزیز کی فوتگی یا شہادت پر قرآن وسنت کی تعلیمات یہی ہیں کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی کرتے ہوئے صبر سے کام لیا جائے، اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم منانے کو سنت قرار دینا در حقیقت صبر اور رضا بالقضا جیسی دینی تعلیمات ہی کے خلاف ہے۔

آٹھویں بات: سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر غم منانے یا رونے کو سنت قرار دے کر ترغیب دینا در حقیقت اُس مخصوص طبقے کے موقف کی تائید کے زمرے میں آتا ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم مناتے ہیں، نوحے پڑھتے ہیں، ماتم کرتے ہیں اور اس طرح کے دیگر غیر شرعی افعال کے مرتکب ہوتے ہیں، جبکہ امت مسلمہ کی تاریخ میں جمہور اہل السنۃ نے ہمیشہ اس طبقے کے مذکورہ غیر شرعی نظریات واعمال کی تردید فرمائی ہے اور آج بعض حضرات ان کو جواز فراہم کر رہے ہیں!!

نوحہ اور ماتم کرنے کا شرعی حکم

ماہِ محرم خصوصًا عاشورا کے دن سیدنا حسین اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شہادت کے غم میں نوحہ اور ماتم کرنے کا عام رواج ہو چکا ہے، مرثیے پڑھے جاتے ہیں، نوحے اور ماتم کے پروگرام اور مجالس منعقد کی جاتی ہیں، پوسٹیں بنا کر شیئر کی جاتی ہیں، الغرض غم پھیلانے، بڑھانے، خود رونے اور دوسروں کو رلانے کا بھرپور مظاہرہ کیا جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ تمام کام شریعت کی تعلیمات کے بھی خلاف ہیں اور مزاج کے بھی۔ قرآن وسنت سے واقف اور ان کے پیروکار اہل السنۃ والجماعۃ نے کبھی ان کو جائز قرار نہیں دیا، حالاں کہ اہل السنۃ والجماعۃ سے زیادہ حضرت حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے مقام اور مرتبے کو سمجھنے والا کون ہے؟؟

نوحے اور ماتم سمیت مذکورہ تمام کاموں کے ناجائز ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ مصائب کے آنے پر صبر ہی دینی تعلیم ہے:

شریعت نے غم لاحق ہونے یا عزیز واقارب کے فوت ہونے پر صبر کی تلقین کی ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رکھتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر صبر کا حکم دیا ہے اور اس کے فضائل وانعامات بیان فرمائے ہیں، احادیث میں بھی حضور اقدس ﷺ نے مصائب پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی ہے، یہ ساری صورتحال کسی مسلمان سے مخفی نہیں۔ اس لیے نوحہ اور ماتم کرنا صبر اور رضا بالقضا جیسی عظیم دینی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔

چنانچہ صبر کی تلقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتے ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

ترجمہ:

اور دیکھو ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے کبھی خوف سے، اور کبھی بھوک سے، اور کبھی مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے۔ اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں تو ان کو خوشخبری سنا دو، ﴿۱۵۵﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ "ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے،" ﴿۱۵۶﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی جانب سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت ہے، اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ ﴿۱۵۷﴾ (آسان ترجمہ قرآن)

اسی طرح صبر کی تلقین سے متعلق سنن ابی داود کی حدیث ہے کہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "بندے کے لیے اللہ تعالی کے ہاں ایک مقام و مرتبہ مقرر ہوتا ہے لیکن یہ بندہ اپنے عمل کی وجہ سے اس تک پہنچ نہیں پاتا، تو اللہ اس کو اس کی جان، مال یا اولاد کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے، حتی کہ وہ اس مرتبے تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہوتا ہے۔

٣٠٩٢- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ -وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ- قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلاهُ اللهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ -قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ:- ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ -ثُمَّ اتَّفَقَا- حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ تَعَالَى».

2: نوحہ اور ماتم نہایت ہی سنگین گناہ اور غیر شرعی عمل ہے:

شریعت نے اپنے عزیز کی فوتگی پر اعتدال کے ساتھ غم زدہ ہونے کی اجازت دی ہے، اس میں آنسو بہانا صبر و تحمل کے خلاف نہیں بلکہ غم کا طبعی تقاضا ہے، البتہ بلند آواز سے رونا چیخنا، چلانا، اللہ سے شکایات کرنا، تقدیر کے فیصلوں سے خوش نہ ہونا، جسم یا چہرے کو پیٹنا، گریبان چاک کرنا؛ یہ تمام ایسے امور ہیں جن سے شریعت منع

کرتی ہے، اس سے متعلق چند احادیث مبارکہ ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں تاکہ نوحے اور ماتم کے گناہ کی سنگینی کا اندازہ ہوسکے:

- صحیح مسلم میں ہے:

٢٣٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ -وَاللَّفْظُ لَهُ-: حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ».

ترجمہ:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جو کفر ہیں: ایک تو نسب میں طعنہ دینا، اور دوسری چیز میت پر نوحہ کرنا۔

- صحیح ابن حبان میں ہے:

١٤٦٥ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ يُوسُفَ بِدِمَشْقَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَتْنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ الْحَسْحَاسِ الْمُزَنِيَّةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ فِي بَيْتِ أُمِّ الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنَ الْكُفْرِ بِاللهِ: شَقُّ الْجَيْبِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَالطَّعْنُ فِي النَّسَبِ».

ترجمہ:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کے ساتھ کفر کے زمرے میں آتی ہیں: غم میں گریبان چاک کرنا، میت پر نوحہ کرنا اور نسب میں طعنہ دینا۔

ان احادیث سے نوحہ کرنے، غم میں گریبان چاک کرنے، کپڑے پھاڑنے کی شدید وعید بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ کفر اور اہلِ کفر کے کام ہیں، مسلمانوں کے نہیں، اس لیے یہ کام حرام اور شدید گناہ ہیں، مسلمانوں کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

- المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے:

١٢١٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بن أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بن الْعَبَّاسِ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ الْقُمِّيُّ: عَنْ جَعْفَرِ بن أَبِي الْمُغِيرَةِ: عَنْ سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ رَنَّ إِبْلِيسُ رَنَّةً، اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ جُنُودُهُ، فَقَالَ: ايْئَسُوا أَنْ نُرِيدَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى الشِّرْكِ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هَذَا، وَلَكِنِ افْتِنُوهُمْ فِي دِينِهِمْ، وَأَفْشُوا فِيهِمُ النَّوْحَ.

ترجمہ:

جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ابلیس چیخنے اور واویلا کرنے لگا، اس کا لاؤ لشکر اس کے پاس آکر جمع ہوا تو ابلیس نے کہا کہ تم اس بات سے مایوس ہو جاؤ کہ ہم آج کے بعد امتِ محمدیہ کو شرک میں مبتلا کر پائیں گے، لیکن تم ان کے دین میں ان کو فتنے میں مبتلا کرو اور ان میں نوحہ پھیلا دو۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں نوحہ پھیلنا ابلیس کی چاہت ہے، اس سے نوحہ کرنے کی شدید مذمت ثابت ہوتی ہے کہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

- صحیح بخاری میں ہے:

١٢٩٤ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

ترجمہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) چہرے کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے اور جاہلیت جیسا واویلا اور نوحہ کرے۔

- مستدرک حاکم میں ہے:

١٤١٣- حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب: ثنا محمد بن سنان القزاز: ثنا عامر

العقدي: ثنا علي بن المبارك عن يحيى بن أبي كثير، عن زيد بن سلام، عن أبي سلام قال: قال أبو مالك الأشعري: إن رسول الله ﷺ قال: «إن في أمتي أربع من أمر الجاهلية، ليسوا بتاركيهن: الفخر في الأحساب، والطعن في الأنساب، والإستسقاء بالنجوم، والنياحة على الميت، فإن النائحة إذا لم تتب قبل أن تقوم فإنها تقوم يوم القيامة عليها سرابيل من قطران ثم يغلى عليهن دروع من لهب النار».

ترجمہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاہلیت کی چار چیزیں ایسی ہیں جو میری امت نہیں چھوڑے گی: اپنے حسب نسب پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا، میت پر نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے والی عورت اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو اسے قیامت کے دن اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ اور خارش والی قمیص ہوگی۔

- سنن الترمذی میں ہے:

١٠٠٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَوَجَدَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَتَبْكِي؟ أَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، خَمْشِ وُجُوهٍ، وَشَقِّ جُيُوبٍ، وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ».

ترجمہ:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا ہے: ایک تو مصیبت کے وقت

چیخنا، چہرہ نوچنا اور گریبان پھاڑنا، اور دوسری شیطانی مرثیہ خوانی۔

- سنن النسائی میں ہے:

١٨٦٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ، عَنِ الْقَرْثَعِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسَى صَاحَتِ امْرَأَتُهُ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلَى، ثُمَّ سَكَتَتْ، فَقِيلَ لَهَا بَعْدَ ذَلِكَ: أَيُّ شَيْءٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ حَلَقَ أَوْ سَلَقَ أَوْ خَرَقَ.

ترجمہ:

حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو مصیبت کے وقت سر منڈوائے، چہرہ پیٹے یا کپڑے پھاڑے۔

- مسند احمد میں ہے کہ:

٨٧٤٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِرَايَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلَى نَائِحَةٍ وَلَا عَلَى مُرِنَّةٍ».

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے اس عورت پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے جو مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی ہو اور واویلا کرنے والی ہو۔

- مسند البزار میں ہے کہ:

٧٥١٣- حَدَّثنا عمرو بن علي: حَدَّثنا أبو عاصم: حَدَّثنا شَبِيب بن بشر البجلي قال: سَمِعْتُ أنس بن مالك يقول: قال رَسُول اللهِ ﷺ: «صوتان ملعونان في الدنيا والآخرة: مزمار عند نعمة، ورنة عند معصيبة».

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو آوازیں دنیا میں بھی ملعون ہیں اور آخرت میں بھی: خوشی کے وقت موسیقی اور مصیبت کے وقت واویلا اور نوحہ کرنا۔

احادیث کا حاصل:

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح طور پر مصیبت کے وقت نوحہ کرنے، چیخنے چلانے، واویلا کرنے، جاہلیت جیسی باتیں کرنے، گریبان اور کپڑے پھاڑنے، سر منڈانے، چہرہ پیٹنے، چہرہ نوچنے اور ماتم کرنے جیسے تمام غیر شرعی کاموں کی شدید مذمت اور ان سے متعلق سخت وعیدیں ثابت ہوتی ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ نوحے پر مشتمل مرثیے پڑھنا، ایسے پروگرام نشر کرنا، ان کاموں کے لیے جلسے منعقد کرنا، ایسی پوسٹیں اور پیغامات شیئر کرنا، ان مجالس میں شرکت کرنا، ان کی تعریف اور حواصلہ افزائی کرنا، ان امور کے لیے چندہ دینا یا کسی اور طرح کا تعاون کرنا؛ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ ان احادیث کو مد نظر رکھنے کے بعد کوئی بھی مسلمان مرد یا عورت ان مذکورہ بالا امور کی ہمت اور جرأت نہیں کرسکتا۔

مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
5 محرم 1441ھ/5 ستمبر 2019
03362579499